ولی دکنی

تذکرہ نگاروں کے درمیان ولی کے نام، جائے پیدائش یہاں تک
کہ سال وفات کے تعلق سے خاصا اختلاف ہے۔ محمد حسین آزاد نے ولی کا نام
شمس ولی اللہ لکھا ہے۔ فتح علی گردیزی اور شفیق اورنگ آبادی ولی محمد
لکھتے ہیں۔ میر حسن اور مرزا علی لطف ولی اللہ کہتے ہیں۔ جدید تحقیق
میں نصیر الدین ہاشمی اور ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی نے ولی محمد لکھا ہے
اور مفتی تبسم محمد ولی پر زور دیا ہے گویا ان کے حقیقی نام کا
حتمی فیصلہ ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن شاعری میں ان کے ولی
ہونے کا کوئی اختلاف نہیں۔

ولی کے والد شریف محمد تھے جو گجرات کے مشہور بزرگ شاہ وجیہ الدین
کے بھائی شاہ نصر اللہ کی اولاد میں تھے۔ ولی کا وطن کچھ لوگوں نے
اورنگ آباد دکن بتایا ہے۔ اور کچھ لوگوں نے ولی کو احمد آباد میں گجراتی
کہا ہے۔ ویسے شارب ردولوی نے اپنے ڈھنگ سے اس مسئلہ کو سلجھانے
کی کوشش کی ہے۔

> "جہاں تک جغرافیائی حد بندی کا تعلق ہے
> اس وقت گجرات و دکن کی اس طرح تقسیم نہیں
> ہوئی تھی۔ جیسے آج ہے اس زمانے میں گجرات
> اور احمد آباد کو بھی دکن شمار کیا جاتا تھا۔"

شارب ردولوی کا کہنا ہے کہ ولی کا انتقال ۱۱۱۹ھ بہ مطابق ۱۷۰۷ء
بہ مقام احمد آباد ہوا۔ وہیں نیلی گنبد کے قریب سوہاگ اور شاہی باغ کے
درمیان مدفون ہوئے۔

جمیل جالبی کی اطلاع کے مطابق ۱۱۱۲ھ بہ مطابق ۱۷۰۰ء
میں ولی نے دہلی کا سفر کیا اور وہاں کئی سال رہے۔ مشہور صوفی بزرگ
سعد اللہ گلشن سے ملاقات ہوئی۔ انہیں کے مشورے پر ولی نے اپنا رنگ سخن
بدلا۔ چنانچہ ولی کی شاعری کا بڑا سرمایہ اسی رنگ جدید میں ہے۔

بہر حال ولی کا حقیقی نام ان کی جائے پیدائش ان کا سال وفات
محققین کا موضوع ہے عام قاری کو اس سے دلچسپی نہیں۔ اس کے دلچسپی کا
سامان خود کلام ولی ہے۔ ولی کو محمد حسین آزاد نے اردو شاعری کا
بابا آدم قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ ولی پہلے غزل گو شاعر ہیں
جنہوں نے دکنی لہجہ کو ترک کرنے کی کوشش کی اور فارسی لہجہ کو
اپنایا۔ ورنہ ولی سے پہلے ملا وجہی، قلی قطب شاہ جیسے صاحب دیوان
شاعر گذر چکے تھے۔

Scanned with CamScanner

البتہ ولی کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اپنے ذوقِ جمال
کے اظہار اور فنی کمال کی نمود کے لیے خاص طور پر غزل کو اپنایا۔
اور اسے فارسی اسلوب کی صباحت عطا کی۔ اس طرح جدید اردو لہجے
کی ابتدا ہوئی ۔

ولی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے غیر ضروری ہندی عناصر سے اردو شاعری
کو پاک کیا اور اسے فارسی روایات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔
ریختہ کے مزاج کے مطابق عربی اور فارسی مناسب حد تک ملا کر انہیں اردو
کے قالب میں ڈھالا اور نئے الفاظ نئی ترکیب نئی بندشیں اور نئی تشبیہات
سے اپنی شاعری کو ایک نیا رنگ ہی نہیں نیا چہرہ بھی دیا ہے۔

؎ اگرچہ لچھمن ٹھہرا نام ولی
ارے سجن تو کسی کا محرم نہیں

؎ کوچۂ یار عین کاشی ہے
جوگی دل وہاں کا باشی ہے۔

؎ تیری زلفاں کے حلقے میں رہے یوں نقش اور روشن
کہ جیسے ہند کے بھیتر لگیں دیوے دیوالی کے

زبان اور لہجہ کی تھوڑی نامانوسیت کے باوجود آج بھی ان اشعار میں جو حسن و
تازگی ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ ولی کا ذوقِ جمال انتہائی رچا ہوا ہے
بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

"ولی کے یہاں ایک ایسی تازگی اور شگفتگی
ملتی ہے جس سے بعد کے تمام شعرائے اردو محروم ہیں۔"

ولی کی اصل انفرادیت یہ ہے کہ اس کائنات و رنگ و بو کو اس نے صرف
دیکھا نہیں محسوس بھی کیا تھا۔ ولی نے چاندنی کی سرور انگیز چاندنی کا آفتاب
کی حیات بخش دھوپ نیلگوں آسمان کی نظر کشا وسعتوں اور صبح و شام
کی نیرنگیوں کو ایک فلسفی کی آنکھ سے نہیں مصور کی آنکھ سے دیکھا تھا۔

؎ صبح دریا کو دیکھنے مت جا
دیکھ اس زلف عنبریں کی ادا
محو ہوئے غرقِ آب شبنم میں
دیکھ اس صاحب ادا کی ادا۔

Scanned with CamScanner

سحر پرورد ہیں پیا کے نین
ہوش دشمن ہے خوش ادا کے نین

ولی کی جمالیات شاعری اس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ اس نے کہیں بھی جنسی لذت کو ابھرنے کا موقع نہیں دیا ہے۔ اس کا تصور معشوق ماورائی ہے۔

ولی اس گوہر کان حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جو سینے میں راز آئے ۔

دیوان ولی میں ایسی کئی غزلیں موجود ہیں جن کی ردیف آہستہ آہستہ ہے بظاہر یہ کوئی اتنی اہم چیز نہیں لیکن اس ردیف سے ولی کی گہری وابستگی کچھ معنی ضرور رکھتی ہے۔ پیار کی مدھم مدھم سی لے ان غزلوں کے اشعار اثر لیے ہوئے محسوس ہوتے ہیں

سجن تک سوں مجھ پاس آ آہستہ آہستہ
چھپی باتیں اپس دل کی کہا آہستہ آہستہ

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل رو سوں
خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ ۔

ولی کی وابستگی تصوف سے بھی رہی ہے وہ یہ مانتے تھے کہ عشق ہی وہ سرچشمہ ہے جو حقیقت تک پہنچاتا ہے۔ جس کی پہلی منزل معشوق مجازی ہے۔ ولی اردو کے پہلے شاعر ہیں جنکے یہاں تصوف کے اسرار و رموز باقاعدہ برتے گئے ہیں

تیرا مکھ دیکھ اے مسند معانی
سخن فہماں کوں ہوا شک جمالی

شراب عشق میں سرشار ہیں ہم
کبھی بے خود کبھی ہوشیار ہیں ہم

عشق کر اوے حل جدا تجرید کی
عاشقی ہے ابتدا توحید کی

اسی سرشاری عشق نے ولی کے وجدان کو عظمت بخشی ہے۔ ولی کا عشقیہ شاعری خواہ وہ رنگ مجاز ہو یا رنگ حقیقت میں اردو کی اولین لطیف دلکشی اور پاکیزہ شاعری ہے۔ یہاں تک کہ میر جیسے بدماغ شاعر نے بھی کہا ہے

خوگر نہیں کچھ یوں ہی ہم ریختہ گوئی کے
معشوق جو اپنا تھا باشندہ دکن کا تھا ۔